Vol.4 No.1 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مجلہ ہمایوں اور سیاسیات

*عبدالرسول ارشد

Abstract:
Literary journals have played an important role in the promotion and development of Urdu language. There was a literary service. Humayun tried his best to make the Urdu movement a success. Humayun has been the best reflection of Eastern, cultural, scientific and literary life. Humayun created healthy literature and also expressed healthy values. Humayun tried to make literature bound to a specific oriental style of ethics and did not give it a specific standard. Humayun established a certain standard of literature and aesthetics. Magazine Humayun took an active part in the Haras movement which rose up against the British government. This shows that Humayun was aware of the political situation. Whether it is about riots or Hindu-Muslim unity, Humayun has been at the forefront. Ishtiaq Hussain Qureshi, Dr. Bashir Ahmed, Saeed A. Shehri, Mohammad Hussain Askari, Mohammad Reza Shah Pahlavi, Abul Nasr Syed Ahmed Bhopali, Mohammad Siddique Tawani, Rafiq Ahmed Syed, Allama Iqbal, Saghir Ahmed Siddiqui, Zaheer Kashmiri, Abdul Hafeez Anbalvi, Abdul Qadir Jilani, A. Aziz Farooq, Qara Khan, Krishna Chand, Manzoor Hussain Mahir Qadri the prominent writers on political science and literature and the solution of political problems in Humayun Magazine.

Keywords: *Literary Life, Healthy Values, Magazine, Aware of, Riots*

کلیدی الفاظ: ادبی زندگی، صحت مند اقدار، رسالہ، آگاہی، فسادات

ملخص:

اردو زبان کی ترویج وترقی میں ادبی رسائل نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مدیر ہمایوں نے بابائے اردو کے مشن کو پنجاب میں ۳۵سال کامیاب بنایااور ایک تحریک کا درجہ حاصل کیا۔ ہمایوں کے ادیب خاموش سوچ کے علم بردار تھے اور ان کا مقصد ادبی خدمت تھی۔ ہمایوں نے تحریک اردو کو کامیاب کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ہمایوں مشرقی، تہذیبی، ثقافتی ،علمی اور ادبی زندگی کی بہترین عکاسی کرتا رہا ہے۔ ہمایوں نے صحت مند ادب تخلیق کیا اور صحت مند اقدار کی ترجمانی بھی کی۔ ہمایوں نے ادب کو اخلاقیات کے مخصوص مشرقی انداز کا پابند بنانے کی سعی کی اور اسے ایک مخصوص معیار نہیں دیا۔ تخلیقی ادب پر لطافت اور شگفتگی محسوس ہوتی ہے۔ ادب و جمالیات کا ایک مخصوص معیار قائم کیا۔ ہمایوں نے حلقہ اربابِ ذوق، رومانوی تحریک اور اس کے علاوہ ترقی پسند تحریک ادباء کو بھی جگہ دی۔ مجلہ ہمایوں نے ہر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جو حکومتِ برطانیہ کے خلاف اٹھی۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمایوں سیاسی صورتِ حال سے آگاہ تھا۔ اور باقاعدہ جہاں نما کے عنوان سے قارئین کو صورتِحال سے آگاہ کرتا رہا ہے۔ ہندو مسلم فسادات کے بارے میں ہو یا ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں، ہمایوں پیش پیش رہا ہے۔ مجلہ ہمایوں میں علمِ سیاسیات اور ادب اور سیاسی مسائل کے حل کے بارے میں نامور لکھنے والوں میں اشتیاق حسین قریشی ڈاکٹر، بشیر احمد، سعید اشہری، محمد حسین عسکری، محمد رضا شاہ پہلوی، ابو النصر سید احمد بھوپالی، محمد صدیق تاونی، رفیق احمد سید، علامہ اقبال، صغیر احمد صدیقی، ظہیر کاشمیری، عبدالحفیظ انبالوی، عبدالقادر جیلانی، اے عزیز فاروق، قرۃ خان، کرشن چند، منظور حسین ماہر القادری، محمد اسلم، محمد باقر ڈاکٹر، مولوی منیر الدین اور موسیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

*پی۔ ایچ۔ ڈی سکالر لاہور، گیریژن یونیورسٹی لاہور

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

متحدہ ہندوستان میں رسمی جنگ عظیم کے بعد ایک جذباتی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ اس کی اہم اور بنیادی وجہ یہ تھی کہ اہل ہندوستان نے حکومت برطانیہ سے کچھ ایسی اُمیدوں کو وابستہ کر لیا تھا جس کے نتیجے میں اُنہیں رولٹ ایکٹ مارشل لاء اور جلیانوالہ باغ ملا، ترکوں کی ہمدردی کی وجہ سے ہندوستان نے اپنے اندر ایک خاص قسم کی تبدیلی محسوس کی، یہ تبدیلی تصورات کی حد تک نہیں تھی بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں انہوں نے محسوس کی۔ سیاسی مسائل میں یہ تبدیلی ترکوں کی ہمدردی اور حکومت برطانیہ سے وابستہ اُمیدوں کی وجہ سے ہوئی۔

حکومت برطانیہ کے خلاف جو بھی تحریک اُٹھتی ہمایوں اس میں پیش پیش ہوتا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمایوں سیاسی صورتِ حال سے بے خبر نہیں تھا، ہندو مسلم فسادات کے بارے میں شرا زے لکھے جاتے اور ہندو مسلم کو متحد ہونے کا کہا جاتا تھا۔ اگر ہمایوں کے شماروں پر نظر کی جائے تو احساس اُجاگر ہوتا ہے کہ جہاں ہمایوں نے علمی و ادبی اور معاشرتی و اخلاقی مسائل کو اُجاگر کیا وہاں وہ سیاسی میدان میں بھی کمربستہ رہا ہے۔ ہمایوں کے باری ہونے سے پہلے آزادی مخالف، تحاریک شروع ہو چکی تھیں کبھی تو وہ مکمل خود مختاری کا نعرہ لگاتیں اور کبھی وہ سورج حاصل کرنے کی بات کرتیں۔

اس طرح ان تحاریک کو کامیاب کرنے کے لیے عدم تعاون کی تحریک شروع کی جاتی اور انگریزوں کو مختلف طریقوں سے تنگ کیا جاتا۔ ۱۹۲۱ء میں جب ترکِ موالات کی تحریک جاری کی گئی اور یہ تحریک اس وقت اپنے جوبن پر تھی تو حکومت نے اس تحریک کو دبانے کے لیے طاقت کا استعمال کیا۔ جس کے نتیجے میں بلوے کی شکل سامنے آتی ہے، بلوائیوں نے کئی جگہ پر حکومت سے ٹکڑ بھی لی بمبئی اور مدارس میں سخت بلوے ہوئے ۵ فروری ۱۹۲۲ء کو چوراچاری کے مقام پر ایک سخت قسم کا بلوہ ہوا، پولیس اسٹیشن پر آگ لگی، حکومت نے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی اور صلح کرنا چاہی تو بلوائیوں نے واضح انکار کر دیا، بلوائیوں کے نزدیک یہ ایک ایسی چال تھی جو تحریک کو ختم کرنے کے چلائی گئی تھی۔ یہ ایک فریب تھا واضح انکار کے بعد بلوائیوں نے مزید تشدد اور ہنگامہ آرائی میں اضافہ کر دیا۔ اس سنگین صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے کانگریس نے ایک اجلاس طلب کیا، جس میں گاندھی نے ایک تجویز دی کہ اس تحریک مواصلات کو ختم کر دیا جائے اور اس طرح یہ تحریک ختم ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں تین ہزار لوگ جیل میں چلے گئے اس کے بعد ہمایوں ۱۹۲۲ء کو جاری ہوتا ہے، ایک مہینے بعد ۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو گاندھی جی کو چھ سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ حکومت نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور تحریک عدم تعاون کو ختم کر دیا۔ اس طرح ہمایوں نے جنوری ۱۹۲۲ء میں ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

> "ہمارے اپنے ملک ہندوستان میں گذشتہ سال کا شروع اک طوفانِ سیاسی کو پہلو میں لئے ہوئے ظاہر ہوا۔ عدم تعاون کی تحریک جس میں حقیقی یا ظاہرہ طور پر ملک کا بیشتر حصہ شامل ہو گیا تھا، حکومت کے لئے زیادہ خوفناک صورت اختیار کر رہی تھی۔ حکومت نے صلح کا ہاتھ بڑھایا لیکن عدم تعاون والے اسے ایک فریب کار صلح کہہ کر پیچھے کو ہٹ گئے۔ ملک میں بے چینی پھیلتی گئی راہبر تحریک نے اپنے ہی بعض پیروں میں آثارِ تشدد دیکھ کر تحریک سے دستبرداری کا مشورہ دیا۔ حکومت یہ موقع پاکر تحریک پر جھپٹی اور جہاں کہیں شورش سنی، حریت پسندوں کے منہ خاک سے بھر دیئے۔ سال کے شروع میں آزادی کا بول بالا تھا اور قریب تھا کہ یہ مہم ایک حد تک سر ہو جائے، لیکن سال کے آخیر میں شور و غل بند ہو گیا، ملک کے شیدائی آپس میں اختلاف کرنے لگے، وفاداروں نے حکومت سے کہا ہم آپ سے یہی تو کہتے تھے آج اس ملک میں ایک متین و مستقل سیاسی تحریک کی جتنی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔" [۱]

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمایوں نے تحریک عدم تعاون کی ناکامی کو کمسن موثر انداز میں پیش کیا ہے اور آخر میں سیاسی تحریک کی اہمیت بتائی ہے اور ایسے لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس بدیسی حکومت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش میں تھے، حکومت کے کچھ خیر خواہ حکومتی تعاون حاصل کرنے کے لیے یا اپنے سرمائے کو محفوظ رکھنے کے لیے حکومت سے تعاون کرتے جس کے نتیجہ میں حکومت ان اشخاص کی سرپرستی کرتی تھی۔ سرمایہ دار طبقہ کو حکومتی پشت پناہی میں کھلم کھلا سب کچھ کرنے کی اجازت تھی۔ دستور کے مطابق غریب آدمی یعنی عوام مسلسل اس چکی میں پس رہی تھے۔ معاشی ابتری کی وجہ سے ملکی حالات ساز گار نہیں تھے، حکومتی مشنری اکثریت کے حقوق کو پامال کیے جارہی تھی اور سرمایہ دار طبقہ کو حقوق دیے جارہے ہیں۔ چنانچہ غریب، غریب تر ہو رہے تھے اور امیر، امیر ترین ہو رہے تھے۔ ایسے معاشی حالات دیکھتے ہوئے ہمایوں نے حکومت کی توجہ اس طرف کرائی ہے:

"ہندوستان تاج برطانیہ کا جگمگاتا ہوا ہیرا ہے، اس نے برطانیہ کے کلاہ افتخار میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ لیکن کس قدر تاسف کا مقام ہے کہ یہی ملک اس کے غیر مآل اندیشہ تغافل کے باعث تباہی و بربادی کے، السافلین میں گرا جارہا ہے، اس ہیرے کے چمک روز بروز سلب ہو رہی ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ کوئلہ اور سیاہی کے حواس سوختہ ساماں کی بساط ہستی پر اور کچھ نہ رہ جائے گا۔" [۲]

انگریز حکمران اپنی حکومت کو توسیع دے رہا تھا اور مختلف وعدوں سے اپنے حکومتی دورانیے میں توسیع چاہتا تھا۔ انگریز نے اہل ہندوستان سے وعدہ کیا تھا، یہ وعدہ اس وقت کیا تھا جب جنگ عظیم اول شروع ہونے والی تھی کہ ہندوستان کو حکومت میں حصہ ملے گا لیکن جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد انگریز حکومت نے ہندوستان پر اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑ لیے اور یہ تاثر دیا کہ انگریز راج امن قائم کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ لیکن انکے داعی اسلحہ خریدتے، ملک مکمل طور پر سیاسی، معاشی، تمدنی اور تہذیبی طور پر زوال پذیر ہو رہا تھا چنانچہ ہمایوں نے انگریز کے اس تصور کی دھجیاں ان الفاظ میں اڑائی ہیں:

"وہ موت سے بدتر امن جو برطانیہ کی توپوں اور ہوائی جہازوں اور مشین گنوں کے صدقے ہندوستان کو میسر ہے۔ اس ملک کے وقت حیات کو گھن کی طرح کھائے جارہا ہے۔ طول و عرض ملک پر ایک خوف ناک اقتصادی انحطاط مستول ہے جس کے ساتھ ہمارا تعلیمی، تمدنی اور معاشرتی ہبوط تو ناگزیر تھا ہی لیکن افسوس کہ اب زندہ رہنے کا تھا جو خدا کی اس زمین پر حیوانوں کو بھی حاصل ہے وہ بھی ہم سے چھن رہا تھا اور یہ اس سلطنت کا سب سے بڑا گناہ ہے، جسے خدا نے کمزوروں اور ناتوانوں کے تحفظ پر مامور کرنے کی ہے۔" [۳]

ملک میں کوئی ایسا طبقہ نہ تھا جو انگریز راج کے مخالف نہ ہو۔ ہاں البتہ ایک طبقہ ایسا تھا جو حکومت کے ہر معاملے میں جی حضور کا دم بھرتا تھا یہ وہ سرمایہ دار طبقہ تھا جو درحقیقت اپنے سرمائے کو محفوظ کرنے کے لیے انگریز حکومت کے تلوے چاٹ رہا تھا اور یہ وہ طبقہ تھا جو حکومت سے اپنا حصہ لینے کا خواہش مند بھی تھا۔ یہ اس طبقے کی ضرورت بھی تھی کہ وہ حکومت سے ہر طرح کا تعاون کرے اور اپنے سرمائے کو محفوظ کرے چنانچہ ہمایوں نے اس طبقے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مضمون میں آگے چل کر لکھا ہے کہ:

"ملک کے نظام حکومت میں ایک آدھ اصلاح یا ایوانِ حکومت میں دو ایک نشستیں شاید ملک کا سرمایہ دار طبقہ کے مٹھی بھر افراد کو سامان طمانیت پہنچا سکیں، لیکن وہ نیم جان جو پیٹ پر پتھر باندھے پھر رہے ہیں کونسل کی کرسی اور نظام حکومت کی اصلاح کیا کریں۔" [۴]

حالات جوں کے توں تھے لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جارہا تھا کچھ ہندو مصلحتوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے خاموشی اختیار کر چکے تھے اور غریب پر غربت کی چادر مستقل طور پر اس کے سر پر آچکی تھی۔ نااُمیدی اور یاسیت کے ماحول میں غریبوں کی زندگی اجیرن ہو چکی تھی لیکن کہیں نہیں کوئی معمولی سی آواز اُبھرتی تو وہ بھی آٹے میں نمک کے برابر ہوتی تھی۔ لوگوں کو متحد کرنے اور اپنے حقوق وصول کرنے کے لیے اور اپنے حقوق کی آواز بلند کرنے کے لیے ہمایوں ان الفاظ میں اس کا اظہار کرتا ہے:

"افلاس نے ہماری تہذیب، ہماری تمدن، ہماری معاشرت کا نام و نشان مٹا دیا ہے اور اب خود ہمیں قبر کی طرف دھکیل دیا ہے۔ آہ! ہندوستانی قوم فنا ہو رہی ہے اور ملک قبرستان بن رہا ہے، برطانیہ کے پاس اس درد کا کیا علاج ہے اور ہندوستانی اس کے حصول کے لیے کیا کر رہے ہیں۔" [۵]

یہ چاروں اقتباسات ایک اداریے کے ہیں جس میں ملک کی معاشی ذمہ دار جنگی حالات اور جنگ میں ہونے والے اخراجات کی وجہ پیش کی جاتی ہے، یہ حکومتی نظریہ تھا جہاں حکومت شہر ایک وقت میں اپنے آپ کو امن کی پجاری کہتی ہے اور دوسری طرف لوگوں کو امن و امان قائم کرنے کا بھی کہتی ہے اور جنگ کا ایک خوفناک منظر پیش کر کے جنگ کے ہولناک حالات میں الجھنے سے بھی باز رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ ہمایوں میں ایک مضمون لکھا جاتا ہے (کیا جنگ انسانیت کے لیے مصیبت ہے؟) مضمون نگار مرزا احسان احمد ہیں اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جنگ امن کے لیے ضروری ہے، جنگ کی وجہ سے امن قائم ہو سکتا ہے اور

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جنگ اگر نہ ہو تو امن بھی قائم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جنگ تمدن کا ایک ضروری حصہ ہے۔ مرزا احسان احمد کہتے ہیں "لوگ اس وقت اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں جب وہ جنگجو کا کردار ادا کریں، ترک، عرب، افغانستان اور جرمن قوموں کی مثالیں اس لیے دی گئی ہیں کہ کس طرح جنگ کے ذریعے اُنہوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کی۔ اُنہوں نے امن کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق پر بھی توجہ دی۔ جنگ کی وجہ سے ان کے حقوق کو زک پہنچ رہی تھی۔

اس مضمون کے توسط سے ہندوستانی قوم کو جنگ کے لیے اُکسایا جا رہا ہے۔ مضمون نگار اشارے کے طور ہندوستانی قوم کو اس بات کی ترغیب دے رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جنگ کے لیے تیار کریں۔ مصنف کہتے ہیں کہ غصب شدہ حقوق کو طاقت کے ذریعے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ ایک بہادر قوم ہی اپنے حقوق حاصل کرنے کا فن جانتی ہے اور جب اپنے حقوق کو حاصل نہ کرے چین سے نہ بیٹھے۔

ان حقوق کی تحصیل کے لیے ضمناً ذکر کیا گیا ہے اور کبھی کبھی اہل سنہ کو ان زیادتیوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ جو انگریز اور ہندوؤں کے درمیان فرق پایا جاتا تھا۔ ہندوؤں اور انگریزوں میں ایک جیسے عہدیداران کے لیے تنخواہ کی شرح میں بھی فرق تھا۔ اس فرق کو ہمایوں نے اپنے صفحات میں جگہ دی کیونکہ یہ حقائق پر مبنی تھے۔ اس لیے ان پر تبصرے کی ضرورت نہ تھی۔

اس فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریز اور ہندوستان کی تنخواہوں میں جو ایک جیسے عہدے پر کام کر رہے تھے واضح ہے، یہاں تک کہ انگریز حکومت نے ہندوستانیوں کو کم سے کم ملازمتیں دیں اور کم سے کم تر درجے پر ملازمتیں دیں اور اعلیٰ قسم کی ملازمتوں میں ہندوستان والوں کے لیے کوئی جگہ نہ تھی چنانچہ اس شمارے میں مختلف عہدوں پر انگریز اور ہندوستانی عہدیداروں کی تعداد کا تناسب دیا گیا ہے یہ اعداد شمار محکمہ انجینئرنگ کے ہیں اور آئی پی یونین سے لیے گئے ہیں۔

اسی حالت میں اشارتاً لکھ دینا بھی کافی تھا، رسالہ ہمایوں کی یہ کوشش ہی ہے کہ یہ عوام کو ہندوستان میں ہونے والی زیادتیوں سے باخبر رکھے چنانچہ اس نے اپنی اس فرض شناسی کو پورا پورا ادا کیا اور عوام کو حکومت کی زیادتیوں سے باخبر رکھا۔ ہندوستان میں دو بڑی قومیں آباد تھیں۔ ہندو اور مسلم اور انگریز کی حکومت یہ تھی کہ وہ ہندوستانی اقوام کو اُلجھائے رکھتی تاکہ وہ کہیں متحد ہو کر آزادی کے راستے پر نہ چل پڑیں۔ ہندو، مسلم اتحاد کو ختم کرنے کے لیے انگریز حکومت نے فرقہ وارانہ فسادات شروع کرا دیے اور مسلم ہندو اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ اس طرح انگریز کو مزید پھوٹ ڈالنے کی ضرورت بھی نہ رہی۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی کثرت کو دیکھ کر ہمایوں کے شمارہ جنوری ۱۹۲۶ء میں تحریر ہے:

> "ہندوستان کی اب یہ حالت ہے کہ رعایا میں پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو، اس نسخے کی چنداں ضرورت نہیں رہی، ہندو مسلم بعد جبر و کراہ پر رضا و رغبت خود بے تکلف لڑتے بھڑتے ہیں، صلح و امن کو ملکی زبان میں فراغت اور جنگ و جدل کو قومی مصروفیت کہا جاتا ہے۔" [۲]

یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے اندر الگ وطن کی اُمنگ پیدا نہیں ہوئی تھی اس میں ہر کسی کا یہ خیال تھا کہ ہندو اور مسلمان مل کر انگریزوں سے نجات حاصل کریں گے۔ یہی خیال ہمایوں کا بھی تھا ہندو اور مسلمان مل کر اپنی منزلِ مقصود کو پا سکتے ہیں، اگر ان میں نفاق رہا تو آزادی تو درکنار وہ اپنے آپ کو ہمیشہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے۔ ستمبر ۱۹۲۷ء کے جہاں نما کے مستقل عنوان میں ایک اداریے میں ہندو اور مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کے بارے میں بتایا گیا ہے اور اس میں فرقہ وارانہ فسادات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس اداریے میں اشارۃً یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس فرقہ وارانہ فسادات کی جڑیں یہاں سے نکل رہی ہیں اور یہ فسادات کسی کے کہنے پر ہو رہے ہیں لکھتے ہیں کہ:

> "آج کل ہندو اور مسلمان آنکھوں پر پٹی باندھے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے ہیں اور ملک بھر میں ایک اودھم مچا ہوا ہے۔ ٹکے ٹکے کے لیڈر اور دو دو کوڑی کے اخبار نویس من مانی مصلحتوں کو مد نظر رکھ کر آتش بغض و عناس کو خوب ہوا دے رہے ہیں۔ عوام جو عقل و خرد سے ہمیشہ کورے ہی رہیں گے ان مطلب پرست لوگوں کی انگلیوں کے اشارے پر کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں۔" [۷]

ملک میں افلاس، غربت، معاشی و اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش پر زور دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ متحد ہو کر کام کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ بغیر اتفاق و اتحاد کے ان مشکلات پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

"ملک بھر میں افلاس کی مصیبت طاری ہے اس کا علاج بھی متحدہ کوششوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس باب میں مختلف چھوٹے چھوٹے فرقوں کی الگ الگ کوشش کسی کام نہیں آسکتی۔ جب تک ملک کا ملک اقتصادی انحطاط کی گہرائیوں سے نہ ابھرے۔ اس وقت تک حسبِ دلخواہ نتائج بر آمد نہیں ہوسکتے۔ جبری تعلیم، صنعت و حرفت، زراعتی تربیت، مصنوعات کی خرید اور پیداوار خام کی فروخت کے لئے انجمن ہائے امداد باہمی کا قیام ملک کی قیمتی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں صلح و آشتی، اعتماد اور اتحادِ عمل کو اپنا مسلک بنائیں۔" [۸]

شروع شروع مسلمانوں کے پاس نہ کوئی نمائندہ جماعت تھی اور نہ کوئی خاص پلیٹ فارم تھا۔ مسلم لیگ اور کانگریس کا بھی آپس میں عمل اشتراکی تھا۔ اس لیے مسلمان نمائندہ جماعت کے بغیر کسی ایک جماعت میں شامل ہو جاتے تھے۔ اس طرح کچھ عرصہ بعد ۱۹۲۰ء میں مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کے طور پر اُبھری۔ اس دوران مسلم لیگ کے متعدد بار اجلاس ہوئے علی گڑھ کے مقام پر ہونے والی اجلاس ۱۹۲۵ء قابلِ ذکر اجلاس ہے کیونکہ اس اجلاس کے ساتھ اُردو کانفرنس اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقد ہوئی۔ چنانچہ علی گڑھ میں بہت سے درد مند مسلمان جمع ہو گئے تھے اور دور دراز سے آنے والے لوگوں کو ایک ہفتہ کے لیے مل کر بیٹھنے کا موقع ملا اور اس طرح ان کے ذہن میں خیال آیا کہ کل مسلم کو متحد ہونا چاہیے۔ مدیر ہمایوں بھی وہاں موجود تھے انہوں نے اپنے تاثرات فروری ۱۹۲۶ء کے شمارے میں یوں بیان کیے ہیں:

"غرض ہفتہ بھر علی گڑھ میں اس لطف سے وقت گزرا کہ کبھی نہ بھولے گا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جمعیت ہیں، اگرچہ نہایت پراگندہ ایک قوم ہیں، اگرچہ آپس میں لڑنے بھڑنے والی مہم مناسب ہیں اور بیشتر امور ہی ہم خیال ہوسکتے ہیں۔ سمجھ چکے ہیں کہ ترقی کئے بغیر وہ ہندوؤں سے اپنے حقوق نہیں لے سکتے اور ہندوؤں سے متحد ہوئے بغیر انگریزوں سے اپنے قوم و ملک کو رہا نہیں کرا سکتے۔ ان کا نصب العین یہ ہی کہ ملکی زندگی کے مختلف شعبوں میں جدوجہد کریں، کسبِ کمال کریں حصول علم کریں دولت پیدا کریں، اسلامی اخلاق کا سبق سیکھیں، ہندی اتحاد کی راہ پر چلیں، اگر وہ زیاں کار رہتے رہیں گے تو اپنے اور غیر سب ان کو ٹھکرا دیں گے۔ اگر وہ کام میں منہمک ہو جائیں گے تو اپنے پرائے سب انہیں آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ اگر یہی تعلیم، اگر یہی تنظیم اور اگر یہی ملی ترقی ہے تو یقیناً تہذیب و تمدن اور قومی و ملکی ترقی بھی یہی ہے۔" [۹]

مسلمانوں کی ترقی کا راز مدیر ہمایوں کے نزدیک یہ تھا کہ مسلمان بغیر ترقی کے ہندوؤں سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہندوؤں سے متحد ہو کر انگریز سے آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کے سامنے آزادی کا راستہ تھا اور وہ مایوس بھی نہیں تھے۔ دیگر اقوامِ عالم میں تحاریک آزادی کا مطالعہ کیا، سرسید احمد خان جنرل خیر الدین اور شیخ سنیوسی کی تحریکات میں ایک نیا راستہ مسلمانوں کو ملا۔ انہوں نے ترکی کی آزادی دیکھی، انہوں نے ایران انقلاب زرہ روس اور انگلستان کے پنجے سے نکلتا ہوا دیکھا، افغانستان کو انگریزی اور روس طبقے سے نجات ملتے ہوئے دیکھی، مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی حالت کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں:

"انسانیت بیدار ہو رہی ہے، قومیں ابھر رہی ہیں اور جو قومیں دب رہی ہیں وہ بھی دب دب کر ابھرتی نظر اتی ہیں۔ جب آزادی کا نام آزادی ہے تو اس پاؤں میں دیر تک غلامی کی بیڑیاں نہ پڑی رہیں گی۔ جب انسان کا نام انسان ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے حیوان نہ بنا دے گا، کوئی دن جاتا ہے کہ بند شیں آزاد ہو جائیں گی اور انسان فرشتہ بن جائے گا۔" [۱۰]

اس اقتباس کے ذریعے مدیر ہمایوں نے قوم کو جو پیغام دیا کہ اُبھرو دب دب کر اُبھرو اور ملک کو آزادی کی سمت لے کر جاؤ، آزادی کی طرف لے جاؤ، غرض یہ کہ ہمایوں نے وقت کے تقاضوں کو سمجھا اور اپنے قاری کو ہر سیاسی حالات سے باخبر رکھنے کا جو تہیہ کیا تھا وہ پورا کیا گیا۔

Vol.4 No.1 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مضمون نگار ”ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی “نے ”مسئلہ حاکمیت اور پاکستان“ شمارہ نومبر ۱۹۵۱ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے اسلامی ملک میں حاکمیت کا تعین کیا ہے اور چند مسائل کا تذکرہ کیا ہے اور کچھ بنیادی اصول بھی بیان کیے ہیں اس کے علاوہ چند سرخیاں مثلاً پاکستان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اسلامی قانون کا نظریہ بیان کیا ہے۔

مضمون نگار ”بشیر احمد“ نے عنوان ”قائد اعظم کے ارشادات“ شمارہ دسمبر ۱۹۴۸ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے قائد اعظم کے خطبات، نوجوانوں کے پیغامات، بیانات، تقریریں اور ارشادات جو مختلف مواقع پر دیے انھیں پیش کیا ہے۔ مضمون نگار ”بشیر احمد“ نے عنوان ”قائد اعظم کی موت اور قوم کا عزم“ شمارہ نومبر ۱۹۴۸ء میں بتایا ہے۔ مضمون نویس نے قائد اعظم کی وفات کے بارے میں بتایا۔ اور لوگوں کے دلی غم و افسوس کا اظہار کیا ہے کہ قائد اعظم کی وفات نہ صرف پاکستانوں کے لیے بلکہ غیر مسلم پاکستانیوں کے لیے بھی باعث دکھ ہے اور سب نے قائد اعظم کی عظمت کا اعتراف کیا ہے مغربی اخبار نے دل کھول کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ مضمون نگار ”بشیر احمد“ نے عنوان ”آزادی کی چوتھی سالگرہ پر پیغام“ شمارہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں بتایا ہے۔ آزادی کی چوتھی سالگرہ پر انقرہ ریڈیو سے نشر ہوئی۔ مضمون ”بشیر احمد“ نے عنوان ” پاکستان کا اخلاق نصب العین“ شمارہ مئی ۱۹۵۲ء میں بتایا ہے۔ مضمون نگار نے پچھلے ڈھائی سو سال کی تاریخ ہند پر وضاحت سے بیان کی ہے اپنی قومیت کو انوکھے انداز میں بیان کیا ہے ۱۹۵۲ء میں صدر کا خطاب بیان کیا نیز موجودہ صورت حال پر بھی نظر ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ پاکستان کو پروان چڑھانے کے لیے ہر شخص کو انفرادی کوشش کرنی ہوگی۔ مضمون نگار ”بشیر احمد“ نے عنوان ”عہد حاضر کے چار آمر“ شمارہ جنوری تا مارچ ۱۹۳۶ء میں بتایا ہے۔ ہٹلر، مسولینی، مصطفی کمال اور سٹیلن اپنے دور کے وہ امر ہیں جنھوں نے جمہوری حکومت کا خاتمہ کیا ہے ان کی تفصیل بتائی ہے ان کی زندگی کے حالات ان کا یقین کا پختہ ہونا بھی بیان کیا ہے۔ مصنف کے خیال میں مصطفی کمال نے اپنے متن کو نئے سرے سے زندگی بخشی ہے۔ مضمون نگار ”بشیر احمد“ نے عنوان ”اشتراکیت“ شمارہ جنوری ۱۹۳۸ء میں بتایا ہے۔ اشتراکیت کا مطلب، اشتراکیت اور استقالیت کے درمیان فرق، مارکس کے نظریات وغیرہ بیان کیے ہیں اس کے علاوہ اشتراکی زندگی کے کمزور پہلوؤں کو واضح کیا ہے اور فائنلزم کا بھی ذکر کیا ہے مصنف نے اپنے مقصد کے لیے دیگر مصنفین کے حوالے بھی دیے ہیں۔

مضمون نگار ”سعید اشہری ایم۔ اے“ نے عنوان ”پاکستان کی مالی حالت“ شمارہ ستمبر ۱۹۵۲ء میں بتایا ہے۔ گذشتہ پانچ سال سے پاکستان آہستہ آہستہ ترقی کی طرف رواں دواں ہے اس دوران مزانیے متوازن ہے تجارتی ترقی بنکاری کا نظام، صنعتی اور زراعتی ترقی کے پروگرام اور اقتصادی نظام بھی مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہا اسکے علاوہ پاکستان کی معاشی صورت حال کو ہر انداز سے وضاحت کر کے بتایا۔

مضمون نگار ”عسکری محمد حسین“ نے عنوان ”پاکستان میں شخصی آزادی“ شمارہ نومبر ۱۹۴۸ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے پاکستان میں شخصی آزادی کے بارے میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مضمون نگار ”محمد رضا شاہ پہلوی“ نے عنوان ”ایران اور پاکستان“ شمارہ اپریل ۱۹۵۰ء میں بتایا ہے اس میں ایران کے بادشاہ کے ارشادات بیان کیے ہیں جس میں ایران اور پاکستان کی دوستی ظاہر کی ہے اور پاکستان میں اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں۔

مضمون نگار ’ابوالنصر سید احمد بھوپالی“ نے عنوان اردول یورپ کے معاہدات“ شمارہ دسمبر ۱۹۲۳ء میں بتایا ہے۔ مصنف کے خیال کے مطابق یورپ میں صرف اور صرف طاقت رائج ہے جنگ کا ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں فریقوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

مضمون نگار ”تاونی محمد صدیق“ نے عنوان ”جاپان جدید“ شمارہ اپریل ۱۸۳۵ء میں بتایا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے نیا جاپان اور اس کے مسائل پر بحث کی ہے شروع میں جاپان کی مختصر تاریخ بیان کی ہے کس طرح وہ ترقی کی منازل طے کرتا رہا جاپانی فطری طور پر محنتی اور اپنے وطن سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں شہنشاہ سے ان کا دلی لگاؤ بہت زیادہ ہوتا ہے معاشی مشکلات سے دوچار ہے بڑھتی ہوئی آبادی سے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں مصنف کے خیال میں اگر ان مسائل پر قابو نہ پایا جائے تو شکست کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مضمون نگار ” تاونی محمد صدیق“ نے عنوان ”انارکزم“ شمارہ نومبر ۱۹۳۶ء میں بتایا ہے۔ مفہوم واضح کرتے ہوئے مصنف نے انارکزم کی اشتراکیت کا بنایا ہے۔ موجودہ نظام معیشت مجموعی طور پر نقصان دہ ہے اور ان کا خیال ہے کہ مکمل اختیار عوام کے ہاتھ میں ہو۔ لیکن انارکسٹ اس سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کے خیال میں کہ عوام کی جو موجودہ نمائندہ جماعت ہوگی وہ کچھ عرصہ بعد تباہ ہو جائے گی جتنی موجودہ سرمایہ داری ہے انارکزم دہشت پسندی سے معاشرے میں تبدیلی چاہتے ہیں اور انفرادی آزادی چاہتے ہیں۔ مضمون نگار ”تاونی محمد صدیق“ نے عنوان ”ہندوستان کی موجودہ سیاسیات“ شمارہ دسمبر ۱۹۳۶ء میں بتایا ہے موجودہ سیاسیات پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

نے لکھا ہے کہ اس وقت مضبوط سیاسی پارٹی کانگرس ہے اس کے بعد اس نے پنڈت نہرو اور گاندھی کے خیالات اور نظریات بیان کیے ہیں مصنف کے خیال میں مسلمانوں کی سیاسی مرکز پنجاب ہے اور ان کی سب سے بڑی کمزوری ان کا نصب الدین ہے آخر میں نہرو کا خلاصہ بھی تحریر کیا ہے۔ مضمون نگار "تاونی محمد صدیق" نے عنوان "ہندوستان کے آئین نو میں گورنر کے اختیارات" شمارہ مئی ۱۹۳۸ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے گورنر کے اختیارات کا ذکر کیا ہے اور پھر خود مختاری یعنی آزادانہ حقوق کی وضاحت کی تھی کہ نئے آئین میں گورنر کے اختیارات ایک نگران کی طرح بھی ہیں لیکن اگر ان واقعات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو حقیقت کچھ اور ہے گورنر کے اختیارات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ذمہ داریاں خصوصی اختیارات اور آئین سازی کی قوت پھر ان پر غور و فکر کر کے خوبیوں اور خامیوں کی وضاحت کی ہے مصنف کے خیال میں یہ قوتیں صوبے کی سیاسی زندگی کو بے کار کر سکتی ہیں۔ مضمون نگار "تاونی محمد صدیق" نے عنوان "فیڈریشن" شمارہ جولائی ۱۹۳۸ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے اس میں فیڈریشن کے معانی کی وضاحت کے بعد ہندوستانی فیڈریشن کا ذکر کیا ہے آئین میں حکومت اور فیڈریشن کی دفعات کا بھی ذکر کیا ہے۔

مترجم رفیق احمد سید مضمون نگار ف "حامد علی خان" نے عنوان "جرمنی میں نسلی منافرت کی تحریک" شمارہ دسمبر ۱۹۳۳ء میں بتایا ہے اس میں مصنف نے جرمنی کی ایک ایسی تحریک کی تشریح کی ہے جو لوگ یہودی نسل کے ہیں ان کے پاس جرمن شہرت سے اس سے محروم کر دیے جائیں اس سلسلے میں کچھ عملی کام بھی ہوا ہے جس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

مضمون نگار "علامہ اقبال" نے عنوان "اسلامی نظریہ سیاسیات" شمارہ اپریل ۱۹۴۴ء میں بتایا ہے۔ قبل اسلام عرب کی سیاسیات کا ذکر کرتے ہوئے نظریہ سیاست کی وضاحت کی ہے اسلام ایک ایسا نظر حیات ہے جس کی بنیاد اخوت اور مساوات پر ہے اسلام کا قانون نسل کے ظاہری قومیت اور تاریخی تنازعات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ رنگ اور نسل کے فرق کو ختم کر دیا جائے اور ایک ایسی قومیت کی بنیاد ڈالی جائے جس کی بنیاد صرف اتحاد پر ہو اس سلسلہ میں مختلف خلفاء کے سیاسی نظریات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

مضمون نگار "صغیر احمد صدیقی" نے عنوان "نازی جرمنی" شمارہ دسمبر ۱۹۳۴ء میں بتایا ہے۔ مصنف کے خیال میں موجودہ دور جرمن کے لیے بہت اہم ہے اگر وہاں کے تمام لوگ متحد ہو جائیں تو پھیلتی ہوئی گندگی اور بد نظمی پر قابو پا سکتے ہیں پھر ہو سکتا ہے کہ وہ باعزت طور پر سامنے آئے مصنف نے اقرار کیا ہے کہ ہٹلر کے ہاتھ اس ملک کی عزت ہے مصنف کا خیال ہے جرمن ہٹلر کی رہنمائی میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

مضمون نگار "ظہیر کاشمیری" نے عنوان "مارکسیت" شمارہ مئی ۱۹۴۴ء میں بتایا ہے۔ اس میں مارکسیت کا فلسفہ زندگی کے بارے میں وضاحت کی ہے مارکس کی عمل پسند فلسفہ کی روح ہے اس کی نزدیک جو دماغ کو معیار گل خیال کرتے ہیں وہ غلط ہیں دماغ بیرونی کوائف سے آزاد نہیں مصنف نے کچھ اور اصول بھی بیان کیے ہیں جن کا ذکر ملتا ہے۔

مضمون نگار "عبد الحفیظ انبالوی" نے عنوان "رد عمل کا علمبر دار جرمنی" شمارہ مئی ۱۹۳۹ء میں بتایا ہے۔ مضمون نویس کے خیال کے مطابق ۸۱ سال بعد جرمن اپنی دھاک بٹھانے کی کوشش کر رہا ہے ہر شعبے میں جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں مصنف نے جنگ کی تفصیل بیان کی ہے اگر ہٹلر پر یہ بات واضح ہو گئی کہ برطانیہ، فرانس اور سویت روس جنگ کے لیے تیار ہیں تو وہ جنگ نہیں کرے گا۔ کیونکہ جرمن کی بنیادیں جو استعدادی نظام پر ہیں تباہ ہو جائے گا جنگ کے بعد کی صورت حال کی وضاحت کی ہے۔

مضمون نگار "عبد القادر جیلانی" نے عنوان "آسٹریا کا موجودہ انقلاب" شمارہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں بتایا ہے۔ اسٹریا کی موجودہ تبدیلی کی وجوہات کو بیان کیا ہے۔ جب کہ راہنما اپنے ملک کی ترقی کے لیے جنگ شروع کرتا ہے تو اس کے راستے بے شمار رکاوٹیں آتی ہیں جب آسٹریا کا پرچم اٹھائے ڈولنس سامنے آیا تو ایک ایسی تحریک ظاہر ہو جسکا آفیسر ڈولنس کی موت پر ہوا مصنف کے خیال میں آسٹریا کی آزادی خطرے میں ہے۔

مضمون نگار "فاروق پروفیسر اے عزیز" نے عنوان "ریاست کی ماہیت" شمارہ مارچ ۱۹۴۴ء میں بتایا ہے۔ مضمون نویس کے خیال کے مطابق انسانی ریاست معاشرے ایک انجمن ہے جس کا آغاز آپس کے معاملات کے طے کرنے پر ہوا۔ اس ریاست کی حیثیت باقی انجمنوں سے اونچی ہے اور اس کے وسیع پیمانے پر مقاصد ہیں مگر کام الگ ہیں۔ اسکے علاوہ اس میں ریاست کو کئی معنوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مضمون نگار "قرۃ خان" نے عنوان "چند مشرقی مفکرین سیاست" شمارہ اکتوبر ۱۹۳۲ء تا نومبر ۱۹۳۲ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے اس بات کی مخالفت کی ہے کہ علم سیاست کا آغاز یونان سے ہوا۔ مشرق سیاست کا سرچشمہ ہے سیاست کے میدان میں چین سب سے آگے تھا اور ہونگ فوزی وہ پہلا استاد تھا جس نے سیاست کے بارے میں تعلیم دی اس کا خیال تھا کہ انسان اپنے ہی جیسے انسان پر حکومت نہیں کر سکتے۔ معاشرہ میں پانچ باتیں ہیں وہ سمجھتا تھا کہ حکومت خدا کی طرف سے ملنے والا انعام ہے۔ مگر حکومت کو چلانے کے لیے عقلمند ہونا ضروری ہے وہ فلسفی اور ادیب بھی تھا اس کے بعد دوسرے مفکرین کے خیالات کو بھی بیان کیا ہے اور ان کی تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے جن میں کو نلیا اور ابن خلدون نمایاں ہیں۔

مضمون نگار "کرشن چندر" نے عنوان " اشتراکیت، جنگ اور فسطائیت" شمارہ فروری ۱۹۳۷ء میں بتایا ہے۔ مصنف کے خیال میں کہ آنے والے زمانے میں جنگ ہو گی اور جنگ کا نقصان پورا کرنا مشکل ہے جنگ کی وجوہات بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ نئی آبادیوں کا وجود وجہ نزاع ہے اس کے علاوہ اشتراکیت اور فسانیت کا ٹکراؤ بھی جنگ کی وجہ ہے۔

مضمون نگار "ماہر القادری، منظور حسین" نے عنوان "بادشاہی اور سیہ کاری" شمارہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں بتایا ہے۔ مضمون نویس کے مطابق عالم نظام کو درہم برہم اور انسانی روح کو زخمی کرے والا شار ملوکیت ہے۔ ملوکیت اور بادشاہی کا پھولی جور و استبداد سے تیار ہونا اور رعایا کے خون سے مکمل ہونا ہے۔ دنیا میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں مصنف نے رومن بادشاہت کی مثالیں بھی دی ہیں جس جگہ ربانی عظمت اور الوہت کی آڑ میں اخلاقی جرم کیا جاتا ہے۔ بادشاہ خون کی ہولی سے تفریح کرتے۔

مضمون نگار "محمد اسلم" نے عنوان " نفسیات اجتماعی" شمارہ جولائی ۱۹۳۷ء میں بتایا ہے۔ رہنماؤں کی اقسام اور خوبیوں پر بحث کی ہے۔ رہنماؤں کا نفسیاتی مفہوم واضح کیا ہے۔ اس کے بعد لیڈری کی اقسام بتائی ہیں جو مصنف کے مطابق دستوری لیڈر، غالب لیڈر، لسان لیڈر موجودہ دور میں دوستوری اور لسان لیڈر ہیں۔

مضمون نگار "محمد باقر ڈاکٹر" نے عنوان "ایک خط" شمارہ مئی ۱۹۴۰ء میں بتایا ہے۔ ہندوستان کی تہذیب و معاشرت کی مزاح انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مذہب اخلاق اور تہذیب سے شعبوں میں بناوٹ کو مسلمانوں نے اپنا لیا ہے۔ مضمون نگار "محمد باقر ڈاکٹر" نے عنوان " لندنی دوست کے نام خط" شمارہ جون ۱۹۴۱ء میں بتایا ہے۔ مصنف نے بتایا کہ کس طرح ہندوستان کے لیڈروں میں اختلاف ہے ہندوستان کے پست معیار اخلاق کا ذکر کیا اور کہا کہ اس بات پر زور دینا چاہیے۔

مترجم مضمون نگار "منیر الدین مولوی" نے عنوان "مسولینی کا جانشین" شمارہ ۱۹۳۴ء میں بتایا ہے۔ فسطاہیت کی بنیاد رکھنے والے مسولینی کے جانشین کے چناؤ کے متعلق ہے اور چند ناموں کا ذکر کیا ہے کہ اگر کسی شخص خواہ وہ کسی بھی پارٹی کا صر بن جائے مگر اس میں سوجھ بوجھ پیدا نہ ہو۔

مضمون نگار "موسیٰ" نے عنوان "یورپ کا استاد۔ سیاست" شمارہ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں بتایا ہے۔ صاحب مضمون نے بتایا ہے کہ میکی دھلی کی کتاب لکھنے کی وجہ یہ تھی وہ بے کاری سے اکتا چکا تھا وہ عادی طاقت کا زبردست حامی تھا اس کتاب میں انسانی اور حیوانی قوتوں دونوں کو اکھٹا ملتا ہے کہ مثالی حکمران میں نیک خوبیوں کا ہونا لازمی نہیں جتنا ان کا اشتہار دینا۔ مضمون نگار "موسیٰ" نے عنوان "سیاسیات یورپ کے بیس سال" شمارہ اگست ۱۹۳۹ء میں بتایا ہے۔ صاحب مضمون نے یورپ کی سیاسی زندگی کا بیس سالوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے بادشاہوں کی تقرری تہذیب کی حفاظت، فوجی زندگی پر موضوع پر دلیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جنوری ۱۹۲۲ء، ص ۲
۲۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۴۷۲
۳۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۴۷۲
۴۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۴۷۲
۵۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۴۷۲
۶۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ جنوری ۱۹۲۶ء، ص ۶
۷۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ ستمبر ۱۹۲۷ء، ص ۶۱۷
۸۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ ستمبر ۱۹۲۷ء، ص ۶۱۷
۹۔ ماہنامہ، "ہمایوں"، شمارہ فروری ۱۹۲۶ء

Vol.4 No.1 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۱۰۔ ماہنامہ، ”ہمایوں“، شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء، ص۸

کتابیات

۱۔ عبد الحفیظ انبالوی، ”رد عمل کا علمبر دار جرمنی“، جلد ۳۵، شمارہ ۵، مئی ۱۹۳۹ء، ص ۳۶۰

۲۔ ابو النصر احمد بھوپالی، ”دول یورپ کے معاہدات“، جلد ۴، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۲۳ء، ص ۳۲۹

۳۔ اشتیاق حسین قریشی، ”مسئلہ حاکمیت اور پاکستان“، جلد ۶۱، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۵۱ء، ص ۷۰۷

۴۔ بشیر احمد، ”عہد حاضر کے چار آمر (قسط اول)“، جلد ۲۹، شمارہ ۱، جنوری ۱۹۳۶ء، ص ۱۵

۵۔ بشیر احمد، ”عہد حاضر کے چار آمر (قسط دوم)“، جلد ۲۹، شمارہ ۲، فروری ۱۹۳۶ء، ص ۱۳۰

۶۔ بشیر احمد، ”عہد حاضر کے چار آمر (قسط سوم)“، جلد ۲۹، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۳۶ء، ص ۲۰۰

۷۔ بشیر احمد، ”اشتراکیت“، جلد ۳۳، شمارہ ۱، جنوری ۱۹۳۸ء، ص ۱۲

۸۔ بشیر احمد، ”اشارات قائد اعظم“، جلد ۵۴، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۴۸ء، ص ۴۵۵

۹۔ بشیر احمد، ”قائد اعظم کی موت اور قوم کا عزم“، جلد ۵۴، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۴۸ء، ص ۴۴۱

۱۰۔ بشیر احمد، ”قائد اعظم کے ارشادات“، جلد ۵۴، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۴۸ء، ص ۱۳۲

۱۱۔ بشیر احمد، ”آزادی کی چوتھی سالگرہ پر پیغام“، جلد ۶۱، شمارہ ۴، اکتوبر ۱۹۵۱ء، ص ۶۴۶

۱۲۔ بشیر احمد، ”پاکستان کا اخلاقی نصب العین“، جلد ۶۲، شمارہ ۵، مئی ۱۹۵۲ء، ص ۳۰۲

۱۳۔ تاؤنی محمد صدیق، ”انارکزم“، جلد ۳۵، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۳۶ء، ص ۷۰۳

۱۴۔ تاؤنی محمد صدیق، ”ہندوستان کی موجودہ سیاسیات“، جلد ۳۵، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۳۶ء، ص ۷۹۵

۱۵۔ تاؤنی محمد صدیق، ”ہندوستان کے آئین نو میں (گورنر کے اختیارات)“، جلد ۳۳، شمارہ ۵، مئی ۱۹۳۸ء، ص ۴۳۲

۱۶۔ تاؤنی محمد صدیق، ”فیڈریشن“، جلد ۳۴، شمارہ ۱، جولائی ۱۹۳۸ء ص ۵۰۱

۱۷۔ تاؤنی، محمد صدیق، ”جاپان جدید“، جلد ۲۷، شمارہ ۳، اپریل ۱۹۳۵ء، ص ۳۰۹

۱۸۔ حامد علی خان، ”جرمنی میں نسلی منافرت کی تحریک“، جلد ۲۴، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۳۳ء، ص ۸۲۱

۱۹۔ رفیق احمد، ”اسلامی نظریہ سیاسیات“، جلد ۴۵، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۴۴ء، ص ۱۷۷

۲۰۔ سعد اشہری، ”پاکستان کی مالی حالت“، جلد ۶۲، شمارہ ۳، ستمبر ۱۹۵۲ء، ص ۵۵۱

۲۱۔ صغیر احمد صدیقی، ”نازی جرمنی“، جلد ۲۶، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۳۴ء، ص ۹۰۰

۲۲۔ ظہیر کاشمیری، ”مارکسیت“، جلد ۴۵، شمارہ ۵، مئی ۱۹۴۴ء، ص ۲۲۲

۲۳۔ غلام محی الدین، ”اشتراکیت کے معنی“، جلد ۳۲، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۳۷ء، ص ۸۴۱

۲۴۔ فاروق۔ اے عزیز، ”ریاست کی ماہیت“، جلد ۴۵، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۴۴ء، ص ۱۲۶

۲۵۔ قرۃ خان، ”چند مشرقی مفکرین سیاست“، جلد ۲۲، شمارہ ۴، اکتوبر ۱۹۳۲ء، ص ۶۱۷

۲۶۔ قرۃ خان، ”چند مشرقی مفکرین سیاست“، جلد ۲۲، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۳۲ء، ص ۸۴۱

۲۷۔ کرشن چندر، ”اشتراکیت، جنگ اور فسطائیت“، جلد ۳۱، شمارہ ۲، فروری ۱۹۳۷ء، ص ۱۲۶

۲۸۔ گیتی آرام بشیر احمد، ”ترکی معاشرت میں خواتین کا حصہ“، جلد ۵۸، شمارہ ۵، مئی ۱۹۵۰ء، ص ۳۵۱

۲۹۔ ماھر ال، منظور حسین، ”بادشاہی اور سیہ کاری“، جلد ۳۰، شمارہ ۴، اکتوبر ۱۹۳۶ء، ص ۶۲۸

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۳۰۔ محمد باقر، “ایک خط”، جلد۷۳، شمارہ۵، مئی ۱۹۴۰ء، ص ۳۵۳

۳۱۔ محمد باقر، “یہ کشمیر ہے”، جلد۱۴، شمارہ۴، اپریل ۱۹۴۲ء، ص۱۸۸

۳۲۔ محمد حسن عسکری، “پاکستان میں شخصی آزادی”، جلد۵۴، شمارہ۵، نومبر ۱۹۴۸ء، ص۴۶۵

۳۳۔ محمد صدیق، “گورنر کے اختیارات”، جلد۳۳، شمارہ۶، جون۱۹۳۸ء، ص ۴۳۲

۳۴۔ منیر الدین، “مسولینی کا جانشین”، جلد۲۶، شمارہ۱، جولائی ۱۹۳۴ء، ص۵۵۵

۳۵۔ موسیٰ، “یورپ کا استادِ سیاست”، جلد۳۴، شمارہ۴، اکتوبر۱۹۳۸ء، ص۲۱۷

۳۶۔ موسیٰ، “سیاسیات یورپ کے بیس سال”، جلد۳۶، شمارہ۲، اگست ۱۹۳۹ء، ص۵۷۷

۳۷۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۳، شمارہ۲، فروری۱۹۲۸ء، ص۱۴۹

۳۸۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۳، شمارہ۳، مارچ۱۹۲۸ء، ص ۲۲۲

۳۹۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۳، شمارہ۴، اپریل۱۹۲۸ء، ص۲۹۵

۴۰۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۳، شمارہ۵، مئی۱۹۲۸ء، ص۳۶۷

۴۱۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۳، شمارہ۶، جون۱۹۲۸ء، ص۴۳۹

۴۲۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۴، شمارہ۵، نومبر ۱۹۲۸ء، ص۷۹۹

۴۳۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۶، شمارہ۵، نومبر ۱۹۲۹ء، ص۸۴۶

۴۴۔ ہارون خان شر دانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۷، شمارہ۳، مارچ ۱۹۳۰ء، ص۲۷۹

۴۵۔ ہارون خان شر وانی، “مبادی سیاسیات”، جلد۱۶، شمارہ۳، ستمبر ۱۹۲۹ء، ص ۶۹۰